اتحاد امت
عصر حاضر کی اہم ضرورت

ڈاکٹر حسین احمد پراچہ
کالم نگار، روزنامہ نوائے وقت

قرآن پاک میں ملت اسلامیہ کو قوم، گروہ یا قبیلہ کہہ کر نہیں پکارا گیا بلکہ انہیں بہترین امت قرار دیا گیا ہے۔ قومیں اوطان سے بنتی ہیں۔ قومیں رنگ، نسل، جغرافیائی اور علاقائی حدود سے وجود میں آتی ہیں۔ مخصوص زبانیں بولنے والے یا ایک خاص قسم کا طرز بود و باش اختیار کرنے والے ایک قوم کہلاتے ہیں۔ جیسے انگریزی بولنے والے انگریز اور فرانسیسی بولنے والے فرنچ قرار پاتے ہیں۔ جبکہ قوم رسولؐ ہاشمی رنگ و نسل کی حد بندیوں سے بہت بلند و بالا ہے۔ یہ عقیدے سے وجود میں آتی ہے۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَر

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہو تم نیکی کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہو''۔

علامہ اقبالؒ نے اس قرآنی ارشاد کو اپنے الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے۔

بتان رنگ و خون کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی

پھر قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد باری یوں سامنے آتا ہے: وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔ ''ہم نے تمہیں گروہ اور خاندان بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔'' جس جس عبادت پر نظر ڈالیں گے آپ کو وحدت امت کا تصور ملے گا۔ نماز دن میں پانچ مرتبہ ہر طرح کے اختلافات کی نفی کرتی ہے اونچ نیچ کی نفی، امارت و غربت کی نفی، اعلیٰ و ادنیٰ کی نفی۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ بندہ نواز

اسی طرح حج بھی وحدت امت کا تصور دیتا ہے۔ ایک ہی لباس، ایک ہی نغمہ، ایک ہی ترانہ، ایک ہی مقصد، ایک ہی ہدف، پچیس تیس لاکھ کا مجمع ہر سال ۹ ذی الحج کو میدان عرفات میں اکٹھے ہو کر ایک ہی صدا بلند کرتا ہے۔

لبيك اللّٰهم لبيك لا شريك لك لبيك

میں حاضر ہوں، اے میرے رب میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

جب ہمیں وحدتِ امت کا اتنا عظیم تصور دیا گیا ہے۔ اس وحدت میں عربی، عجمی، افریقی اور امریکی بھی آ سکتا ہے۔ اس وحدت میں شمولیت اللہ کی وحدانیت اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانا بنیادی شرط ہے۔ مگر آج کتنے افسوس کی بات ہے کہ مسلمان ثقافت سے معاشرت تک اور اقتصادیات سے لے کر تعلیمات تک ہر معاملے میں مغرب کے محتاج ہیں۔ عالم اسلام کے پاس تمام قدرتی و بشری وسائل موجود ہیں مگر اس کے باوجود ہم مغرب کے دست نگر ہیں۔ ۵۵ اسلامی ممالک کی آپس میں صرف ۷ فیصد درآمد اور ۱۱ فیصد برآمد ہے باقی ساری درآمد و برآمد مغرب کے ساتھ ہے تیل کی دولت سے مالا مال عرب ممالک مغرب کو تیل برآمد کرتے ہیں اور اپنے ہاں صنعت کو فروغ دینے کے بجائے وہ ان سے دنیا جہاں کی ہر شے درآمد کر لیتے ہیں۔ نہ صرف عرب دنیا بلکہ مغربی دنیا بھی پاکستان کو اسلام کا قلعہ سمجھتی ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ پاکستان ۱۸ کروڑ مسلمانوں کا عظیم وطن عقیدے کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا۔ اس لیے اسے اسلام کا قلعہ ہی ہونا چاہیے مگر عملاً ایسا نہیں ہے۔

حکمران تو اس طرف سے غافل ہیں ہی۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ علمائے کرام بھی ادھر بالکل توجہ نہیں دے رہے۔ علماء کرام جن کے ذمے وحدت

امت کا فریضہ سونپا گیا ہے وہ فروعی اختلافات میں الجھے ہوئے ہیں۔ وہ معمولی اختلافات کو ہوا دیتے ہیں اور کفر کے فتوے صادر فرماتے ہیں۔ مساجد فرقوں میں بٹ چکی ہیں۔ خالص قرآن و حدیث کی تعلیم کم اور اپنے اپنے فقہی مسالک پر زیادہ زور دیا جاتا ہے پاکستان کے ایک سابق مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے فرمایا تھا: ہمارے بازار جھوٹ، فریب، سود، قمار کے اڈے بن چکے یں، ہمارے دفاتر میں رشوت اور کام چوری عام ہے۔ مگر علمائے کرام ان سماجی برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے بجائے باہمی اختلافات میں الجھے ہوئے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر یوم محشر کو محمد مصطفیٰ ﷺ نے پوچھ لیا کہ جب میرے دین اور شریعت پر حملے ہو رہے تھے جب میری امت بدامنی اور بدحالی کا شکار تھی اور تم وراثت نبوت کے دعویدار ہو کر رفع یدین، شرح جامی کی بحث حاصل و محصول اور دوسرے اجتہادی مسائل پر دلچسپ تقریریں کر رہے تھے اور صحافیانہ و خطیبانہ موشگافیوں سے ایک دوسرے کو نیچا دکھا رہے تھے تو علمائے کرام کے پاس کیا جواب ہوگا۔

آج دنیا مسلمانوں کو دہشت گرد، بنیاد پرست، انتہا پسند قرار دے رہی ہے۔ ''عالمی برادری'' اس فکر میں ہے کہ مسلمانوں کے بدن سے روح محمدؐ کو کیسے نکالا جائے۔ وہ اس فکر میں ہے کہ ہمارے آشیانے اور کاشانے کیسے برق و شرر کے حوالے کرے اور علمائے کرام ہر شے سے بے نیاز اپنے اپنے مسالک کی فتح کے جھنڈے گاڑنے کے لیے بیقرار ہیں۔ ہماری مساجد اپنے اپنے مسائل کی کمین گاہیں بن چکی ہیں جہاں سے دوسرے مسالک پر گولہ باری کی جاتی ہے۔

امت مسلمہ کا اتحاد اس وقت عالم اسلامی کی اہم ترین ضرورت ہے۔ ہم متحد ہو جائیں تو دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی ہمیں سرنگوں نہیں کرسکتی خود دنیا روحانیت کی بڑی پیاسی ہے وہ مادیت سے اکتا چکی ہے۔ امریکہ میں شروع کی گئی وال سٹریٹ تحریک ساری دنیا کو یہی پیغام دے رہی ہے کہ سوشلزم، کمیونزم اور سرمایہ داری کے تجربات ناکام ہو چکے ہیں۔ اب دنیا کو حقیقی انصاف، سچی مساوات اور روحانی جمہوریت کی ضرورت ہے۔ اب یہ علمائے کرام کا فرض ہے کہ وہ پاکستان میں فروعی اختلافات کو بھلا کر اس وطن کو اسلام کا قلعہ بنائیں اسے اسلامی فلاحی جمہوری ریاست کا عملی نمونہ بنا کر دنیا کو پیغام دیں کہ ہمارے ماڈل سے استفادہ کرو اور اسلام کے سرمدی پیغام کو اپنا کر سارے جہاں میں امن و آشتی قائم کرو۔